بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم الشک کا روزہ رکھنے کے متعلق حدیث پاک کی وضاحت

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ میں 14 شعبان المعظم سے شعبان کے نفلی روزے مسلسل رکھ رہا ہوں، مجھے کسی نے ایک پوسٹ بھیجی جس میں صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1914 اور مسلم شریف کی حدیث نمبر 2518 کا حوالہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے ایک دو دن پہلے کوئی روزہ نہ رکھے۔" پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان احادیث کے مطابق مجھے شعبان کے آخری دو دن کے روزے چھوڑنے پڑیں گے؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں جب آپ پہلے سے ہی مسلسل شعبان کے نفلی روزے رکھتے آرہے ہیں تو آپ شعبان کے آخری دو دن کے روزے بھی نفل روزوں کی نیت سے رکھ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج وگناہ نہیں ہے۔

تفصیل اس میں یہ ہے کہ احادیث سے یہ ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار شعبان اور رمضان، دونوں مہینوں کے پورے روزے بھی رکھتے تھے، شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ملا دیتے تھے۔ جس سے واضح ہے کہ جو شخص شعبان کے مسلسل نفلی روزے رکھتا آرہا ہو، وہ شعبان کے آخری دنوں کے روزے بھی نفلی روزوں کی نیت سے رکھ سکتا ہے۔

اسی طرح وہ شخص جس کا معمول ہو کہ وہ کسی معین دن مثلاً جمعرات کے دن نفلی روزہ رکھتا ہے، اب شعبان کا یہ آخری دن اسی معین دن میں آجائے تو یہ شخص بھی اپنے معمول کے مطابق اس دن نفلی روزہ رکھ سکتا ہے کہ ممانعت والی احادیث میں ہی صراحۃً ایسے شخص کا استثناء کرکے اسے روزہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

البتہ اگر شعبان کے ان آخری دنوں میں اپنے گمان میں احتیاط کرتے ہوئے رمضان کی نیت سے روزہ رکھا تو یہ ناجائز وگناہ ہوگا۔ سوال میں مذکور احادیث میں جو ممانعت ہے، اس ممانعت سے مراد بھی یہی ہے کہ ان دنوں کا روزہ رمضان کے فرض روزے کی نیت سے نہ رکھا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار شعبان ورمضان کے پورے روزے رکھتے تھے۔ سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی وغیرہ کتب حدیث میں ہے:

"واللفظ للنسائی: عن أم سلمة، قالت: ما رأيت رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين الا أنه كان يصل شعبان برمضان"

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی دو مہینوں کے متواتر روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ملا دیتے تھے۔ (سنن نسائی، صفحہ 568، حدیث نمبر 2175، مطبوعہ بیروت)

عمدۃ القاری میں شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملانے اور نہ ملانے والی دونوں احادیث کے بارے میں فرمایا :

"والأحسن أن يقال فيه: انه باعتبار عامين فأكثر، فكان يصومه كله في بعض السنين، وكان يصوم أكثره في بعض السنين، وذكر بعض العلماء انه وقع منه صلى الله عليه وسلم وصل شعبان برمضان وفصله منه وذلك في سنتين فأكثر۔"

ترجمہ : زیادہ بہتر یہ ہے کہ یوں تطبیق دی جائے کہ دونوں طرح کی احادیث دو یا اس سے زیادہ سالوں کے اعتبار سے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سال پورے شعبان کے روزے رکھے ہیں اور کچھ سال اکثر شعبان کے روزے رکھے ہیں۔ بعض علماء نے بھی ذکر کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ملایا بھی ہے اور فاصلہ بھی رکھا ہے، اور یہ دو یا اس سے زیادہ سالوں میں ہوا ہے۔ (عمدۃ القاری، جلد 11، صفحہ 120، مطبوعہ بیروت)

نخب الافکار میں احناف و دیگر ائمہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرمایا :

"خالف القوم المذكورين جماعة آخرون وأراد بهم مجاهدا والأوزاعي والنخعي والثوري وأبا حنيفة وأصحابه ومالكا والشافعي وأحمد وأصحابهم وجماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، فانهم قالوا: **لا بأس بصوم شعبان كله وهو مستحب غير منهي عنه** وروى ذلك عن أنس وأسامة بن زيد وعائشة وأم سلمة وعطاء بن يسار رضي الله عنهم۔"

ترجمہ : آخری نصف شعبان کے روزے رکھنے کی ممانعت کا قول کرنے والے علماء کی مخالفت کی ہے ایک جماعت نے، اس جماعت سے مراد امام مجاہد، امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب، تابعین اور ان کے بعد کے جمہور علماء ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ پورے شعبان کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ مستحب ہے، اس سے منع نہیں کیا گیا، کیونکہ پورے شعبان کے روزے رکھنے والی حدیث بھی حضرت انس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنھم اجمعین سے روایت کی گئی ہے۔ (نخب الافکار، جلد 8، صفحہ 451، مطبوعہ بیروت)

جس دن نفلی روزہ رکھنے کی عادت ہو، اسی دن اگر شعبان کا آخری دن آجائے تو اب شعبان کے آخری دن بھی روزہ رکھ سکتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث پاک میں ہے :

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يتقدمن أحدكم رمضان بصوم يوم أو يومين **الا أن يكون رجل كان يصوم صوما فليصم ذلك اليوم۔**"

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : تم میں سے کوئی بھی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے، **سوائے اس شخص کے جس کی اس دن روزہ رکھنے کی عادت ہو تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔**
(صحیح بخاری، صفحہ 566، حدیث نمبر 1914، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث کے تحت مرقاۃ المفاتیح میں فرمایا:

"(**الا أن یکون رجل کان یصوم صوما**) أی نذرا معینا أو نفلا معتادا أو صوما مطلقا غیر مقید برمضان (**فلیصم ذلک الیوم**) أی ذلک الوقت فانه یجوز له ذلک۔"

ترجمہ: جس شخص نے اس معین دن کی منت مانی ہو یا اس دن کے روزے کی عادت ہو یا رمضان کی قید کے بغیر مطلقا روزے کی نیت ہو تو اس کیلئے اس دن روزہ رکھنا جائز ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 4، صفحہ 408، مطبوعہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یوہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔" (بہار شریعت جلد 1، حصہ 5، صفحہ 972، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

شعبان کے آخری دنوں کا روزہ رمضان کی نیت سے رکھنا جائز نہیں ہے۔ جد الممتار میں شعبان کے آخری تین روزوں کے بارے میں فرمایا:

"لو نوی باولها نفلا، وبالأخیرین أو الأخیر صوم رمضان أثم قطعا وان کان صام شعبان کله"

ترجمہ: اگر آخری تین روزوں میں سے پہلے روزے میں تو نفل کی نیت کی، مگر آخری دو دن یا صرف آخری دن رمضان کے روزے کی نیت کی تو ضرور گناہ گار ہوگا اگرچہ باقی سارے شعبان کے روزوں میں نفلی روزے کی ہی نیت کی ہو۔ (جد الممتار، جلد 4، صفحہ 208، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور اگر اس تاریخ میں وہ دن آکر پڑے مثلاً ایک شخص ہر پیر کو روزہ رکھتا ہے اور یہ دن پیر کا ہو تو وہ اپنے اسی نفلی روزے کی نیت کر سکتا ہے، شک کی وجہ سے رمضان کے روزے کی نیت کرے گا یا یہ کہ چاند ہوگیا تو آج رمضان کا روزہ رکھتا ہوں ورنہ نفل، تو گناہ گار ہوگا۔ حدیث میں ہے:

"من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم"

یعنی جس نے یوم الشک کو روزہ رکھا تو اس نے ابو القاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔" (فتاوی رضویہ جلد 10، صفحہ 351، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حدیث کی ممانعت اس روزے کے بارے میں ہے جو رمضان کی نیت سے رکھا جائے۔ حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ میں ہے:

"أی لا تستقبلوه بصوم یوم أو یومین وحمله کثیر من العلماء علی أن یکون بنیة رمضان أو لتکثیر عدد صیامه أو لزیادة احتیاطه بأمر رمضان۔"

ترجمہ: رمضان کا استقبال ایک یا دو دن کے روزے رکھ کر نہ کرو۔ کثیر علماء نے اس حدیث کا محمل یہ بیان فرمایا کہ یہ ممانعت تب ہے جبکہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا جائے یا رمضان کے روزوں کی تعداد میں زیادتی کی نیت کی جائے یا رمضان کے معاملے میں احتیاط کی نیت کی جائے۔ (حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ جلد 2، صفحہ 301، مطبوعہ بیروت)

مبسوط للامام السرخسی میں ہے :

”ولا خلاف انه يكره الصوم فيه بنية الفرض لقوله صلى الله عليه وسلم ”لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين“ ولأنه حين نوى الفرض فقد اعتقد الفريضة فيما ليس بفرض، وذلك كاعتقاد النفلية فيما هو فرض“

ترجمہ : فرض کی نیت سے شک کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے ، اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔“ نیز جب اس دن کے روزے میں فرض کی نیت کی تو اس نے غیرِ فرض کیلئے فرض کا اعتقاد رکھا، یہ ایسے ہی ناجائز ہے جیسے کسی فرض کے بارے میں نفل کا اعتقاد رکھا جائے۔ (مبسوط للامام السرخسی جلد 3، صفحہ 68، مطبوعہ بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : OKR-0222

تاریخ اجراء : 24 شعبان المعظم 1447ھ / 13 فروری 2026ء

DARUL IFTA AHLESUNNAT
Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net